افکار

(معاصر محترم هفته وار ' صدق جدید ، لکھنؤ کی حالیه اشاعت بابت ۲۴ جولائی سنه ۱۹۶۴ع میں جناب مولانا عبدالماجد دریا بادی نےاپنے مشهور و مقبول شذرات (''سچی باتیں،،) میں‌اس‌ماهنامه اور ادارے کو یاد فرمایا هے جس‌کے لئے هم ان‌کے شکر گزار هیں ۔ ان کا شذره من و عن درج ذیل هے ۔ آخر میں هم اپنی چند گزارشات ان کی خدمت میں بصد ادب پیش کر رهے هیں ۔ مدیر)

کراچی کا ایک اسلامی اداره ۔

کراچی کے دینی ماه نامه ''بینات'' میں دلی مسرت کے ساتھ یه خبر پڑھنے میں آئی :-

''مرکزی اداره تحقیقات اسلامی'' کراچی، کے ڈائرکٹر ڈاکٹرفضل‌الرحمن اور مدرسه عربیه اسلامیه' کراچی کے بانی و صدر حضرت مولانا بنوری میں دینی مسائل پر بالمشافه تبادله خیال اور افهام و تفهیم کی صورت نکل آئی هے ۔ امید هے که باهمی تعاون سے سچی دینی خدمت کی بنیاد پڑجائے۔ ۲۸ مئی ۶۴ء کو پهلی‌ا مرتبه ڈاکٹر صاحب موصوف کی دعوت پر مولانا ممدوح نے اداره تحقیقات کے شرکاء اور معاونین سے خطاب فرمایا ۔ جس میں دینی تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے چند قیمتی اصول بیان فرمائے '' (۱)

خبر یقیناً ایک بڑی خوش خبری هے ۔ لیکن توقعات کو بهت زیاده قائم کرنا صحیح نه هو گا ۔ جو ادارے قائم هي مختلف بنیادوں پر هوں ان کے

درمیان تعاون بس ایک خاص هی حد تک هو سکتا هے ۔ اس سے زیادہ نہیں - مولانا بنوری کے ادارے خالص دینی رنگ کے هیں ۔ ان کا مقصد تمامتر دین هی کی خدمت هے ۔ ادارہ تحقیقات اسلامی اس کے برعکس اصلاً ایک علمی ادارہ هے ، گو اس کی تحقیق کا موضوع دین اسلام هی هو ۔ اور وهی جزوی اختلاف مقصد کے ساتھ دونوں کے طریقے بھی جدا رهیں گے ۔ البتہ کوشش تعاون و تفاهم کے بعد دونوں کے اختلاف میں جس حد تک کمی آ جائے ، اور جس بڑی حد تک اشتراک پیدا هو جائے - وهی بہت غنیمت اور موجب صد شکر هے — (۲)

تحقیقات اسلامی کا ترجمان سہ ماهی (۳) رسالہ فکرونظر اب کچھ روز سے صدق کے تبادلہ میں موصول هونے لگا هے ۔ اس کے دو تین نمبر دیکھ کر پتا یہ چلا کہ اس کے ڈائرکٹر فضل الرحمن خالص مستشرق هیں، اپنے استادوں کے رنگ میں فکری حیثیت سے سو فی صدی ڈوبے هوئے - انداز فکر هی نہیں لفظ و انداز بیان تک مستشرقانہ (۴) عبارت سے معلوم هوتا هے کہ سوچا سب کچھ انگریزی میں گیا هے ۔ اور پھر اسے رک رک کر اردو عبارت میں ادا کر دیا گیا هے -(۵) ان کی زبان کی تہذیب اور متانت اسلوب بھی اعلا قسم کے مستشرقوں هی کی طرح هے - یعنی مجادلانہ و جارحانہ و دلازار نہیں - بلکہ لب و لجہ بہت هی سنبھلا اور جنچا تلا هوا (۶) افسوس هے کہ انہیں کے ساتھ مخصوص هے ۔ رسالہ کے دوسرے مضمون نگار اس میں شریک نہیں (۷) اور ایک صاحب کا تو (جو ٹھیٹھ مولوی ٹائپ کے اور معمر هیں) خاص طور پر تکلیف دہ ، اشتعال انگیز و مجادلانہ هے - اور بڑے سے بڑے محدث کے حق میں بھی شاید هر قسم کا تبرا جائز (۸) ''بینات'' کی دی هوئی خبر کے ذکر سے اگر ''فکر و نظر'' کے لہجہ میں اتنا اعتدال پیدا هو جائے تو یہ بھی ایک بڑی بات هو گی -

---

هماری چند گزارشات

(۱) مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کی مرکزی ادارهٔ تحقیقات اسلامی میں تشریف آوری کی خبر ماهنامہ '' فکر و نظر '' کے قارئین کرام کے لئے نئی

ہرگز نہیں - ہم اپنی جون سنہ ۶۴ کی اشاعت کے ''اخبار'' میں (ص ۷۹) اس کی تفصیل شایع کر چکے ہیں -

(۲) دورحاضر ''دین'' و ''دنیا'' کی تفریق کے ہاتھوں نالاں ہے۔ اب مدیر '' صدق '' نے دین و علم کی دوئی کا اعلان فرمادیا ہے - ان کے نزدیک مولانا محمد یوسف بنوری کا رسالہ '' بینات '' اور ان کی سر پرستی میں چلنے والے دوسرے ادارے '' خالص دینی رنگ کے ہیں '' اس کے '' برعکس '' ادارہ تحقیقات اسلامی '' اصلاً ایک علمی ادارہ ہے - ''

افسوس کہ یہ اس دین کے بارے میں '' سچی باتیں '' کہی جا رہی ہیں، جس کی تبلیغ کی ابتدا اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ① (اے پیغمبر، پڑھیئے اس خدا کا نام لیکر جس نے پیدا کیا) سے ہوئی اور جس کے نبی ص کو یہ حکم تھا کہ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ⑪ (اے پیغمبر، کہیئے کہ اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ کرتا رہ) -

ہم اس ماہنامہ یا اس ادارہ کے '' دینی '' ہونے یا نہ ہونے کے متعلق خود کیا عرض کریں جب کہ اس بارے میں صحیح اور سچی بات تو اس کی ہے جو مَٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ہے - ہم اسی سے ہدایت کے طالب ہیں اور دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے قارئین کو دین کی سمجھ اور دین کو دنیوی معاشرے میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ البتہ ان سطور میں مولانا محمد یوسف صاحب بنوری اور ان کی سرپرستی میں چلنے والے موقر علمی اداروں پر غیر علمی ہونے کی جو تعریض ہے ، اس پر ہمیں سخت حیرت ہے اور ملال ہم حیران ہیں کہ تاکید الذم بما یشبہ المدح کی صنعت کے اس عجیب و غریب استعمال کو جناب مدیر ''صدق'' کا ایک ادبی کرشمہ سمجھیں یا کچھ اور -

(۳) '' سہ ماہی '' نہیں بلکہ ماہنامہ !

(۴) استشراق اور مستشرقین کے بارے میں ہم پچھلے ماہ کے '' افکار '' میں اپنے خیالات پیش کر چکے ہیں - حالیہ شمارے کے '' نظرات '' میں اس سلسلے کی چند اور گزارشات پیش خدمت ہیں - ہم یہاں ان کے اعادے کی ضرورت نہیں سمجھتے - کیونکہ اگرچہ مدیر '' صدق '' کی مندرجہ بالا سطروں

سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستشرقین کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے لیکن وہ خود اپنی تصنیفات میں ان مستشرقین کو بڑے سے بڑا خراج تحسین پیش کرتے رہے ہیں۔ ' فیہ ما فیہ ' کے دیباچے میں انہوں نے نکلسن (Nicholson) ماسینان (Massignon) وغیرہ سے جس درجہ عقیدت کا اظہار کیا ہے اور ان کی تفسیر میں یہودیوں کی انسائیکلوپیڈیا اور اسی قبیل کی دوسری مستشرقانہ تحریروں کی جس قدر بھرمار ہے ہم اسے مستحسن نہیں سمجھ سکتے ۔ اور ان مستشرقین کے علمی معیار کے ہم اس قدر قائل نہیں جس قدر حضرت مولانا نظر آتے ہیں ۔

(۵) ان مقالات کو ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب نے صرف سوچا ہی نہیں بلکہ لکھا بھی انگریزی ہی میں تھا ۔ یہ مقالے پچھلے سال اس ادارے کے سہ ماہی انگریزی مجلہ اسلامک اسٹڈیز (Islamic Studies) میں شائع ہو چکے ہیں ۔ یہ انگریزی مجلہ مولانا دریا بادی کی خدمت میں بھیجا جاتا رہا ہے۔ اور مولانا ممدوح پچھلے ہی سال اس کی تعریف و توصیف میں ایک شذرہ تحریر فرما چکے ہیں جس کے لئے ہم نہایت ممنون ہیں ' لیکن اب اس صنعت تجاہل عارفانہ کو کیا کہئے ۔

(۶) پچھلے جملوں کے برخلاف اس جملے سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا عبدالماجد صاحب مستشرقانہ طرز عبارت کو " مولوی ٹائپ " کی تحریر سے فی الجملہ بہتر سمجھتے ہیں ۔

(۷) افکار کے ذیل میں جو تحریریں تبادلہ' خیالات اور اور افہام و تفہیم کے لئے اس ماہنامے میں شایع ہوتی رہی ہیں ' ان میں سے بعض یقیناً "مولوی ٹائپ " کی تھیں ۔ لیکن اس کو کیا کیجئے کہ مدیر " صدق " کا اپنا تبصرہ مغرب کے مستشرقین کے رنگ میں نہیں ' بلکہ مشرقی انداز میں صنائع معنوی کے التزام کے ساتھ لکھا گیا ہے ۔

(۸) یہاں علامہ تمنا عمادی کی طرف ایسی تعریض ہے جسے ہم نہ مشرقی طرز تحریر کا مثالی نمونہ کہہ سکتے ہیں نہ یہ مستشرقانہ انداز بیان ہے ۔

مدیر "صدق" جیسے "تبرا" کہہ رہے ہیں ، وہ نقدالرجال ہے - خود محدثین کی اپنی علم الرجال اور علل الحدیث کی ضخیم مجلدات میں بڑے سے بڑے راوی اور محدث پر جتنی شدید نقد و جرح ہے ' علامہ تمنا عمادی کی زیر نظر تحریر میں (جو فی الحقیقت ان کے ایک گرامی نامہ کا اقتباس ہے) اس کا بہت خفیف حصہ ہے۔ اور ان کی اپنی یہ تحریر سراسر ان ہی محدثوں کے اقوال پر مبنی ہے -

ہمارے ائمہ متقدمین' خواہ وہ فقہاء ہوں یا محدثین ' احادیث کے راویوں اور جامعوں پر نقد و جرح میں مداہنت کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا و بہتان کا پیش خیمہ سمجھتے تھے۔ یہ شیوہ بعد کے حضرات کا ہے کہ انہوں نے اپنی سہل انگاری سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی جگہ حدیث کے راویوں اور جامعوں کو اپنے جذبات عقیدت کا ملجا و ماوی بنالیا ہے۔ یہ علامہ تمنا عمادی کے علم حدیث و رجال میں مہارت کا نتیجہ ہے کہ وہ اس معاملے میں متاخرین کی جگہ ائمہ متقد مین کی روش کے پیرو ہیں -

فجزاهم الله عنا خير الجزاء و نفعنا بطول بقاء هم

بسم الله الرحمن الرحيم

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ

خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ